(25)

بسم الله الرحمن الرحیم

وفاقی شرعی عدالت۔ اسلام آباد

(اپیلیٹ اختیار)

روبرائے۔

جناب جسٹس ظہورالحق صاحب رکن

جناب جسٹس چوہدری محمد صدیق صاحب رکن

جناب جسٹس مولانا ملک غلام علی صاحب رکن

جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب رکن

فوجداری اپیل نمبر 157/آئی سال 1981ء

عبدالستار ---------------------- اپیلانٹ

بنام

محمد اشرف وغیرہ ---------------------- رسپانڈنٹ

وکیل برائے اپیلانٹ ---------------------- عبدالشکور پراچہ ایڈوکیٹ

وکیل برائے رسپانڈنٹ ---------------------- حافظ ایس اے رحمان ایڈوکیٹ

تاریخ سماعت ---------------------- 10/ مارچ 1982ء

تاریخ انفصال ---------------------- 10/ مارچ 1982ء

فیصلہ -

ملک غلام علی رکن :- یہ اپیل فوجداری عبدالستار اپیل کنندہ کی جانب سے جناب شیخ عبدالرزاق صاحب ایڈیشنل سیشن جج راولپنڈی کے فیصلہ مورخہ 12/9/81 کے خلاف دائر کی گئی ہے جس میں ملزمان نعیم احمد و محمد اشرف جو دفعہ 10، 11، 16 جرم زنا (نفاذ حدود آرڈیننس) 1979ء کے تحت چالان ہوئے تھے ، بری کردیئے گئے تھے یہ اپیل ملزمان کی براءت کے خلاف ہے جس میں عبدالستار کی طرف سے جناب عبدالشکور پراچہ صاحب ایڈوکیٹ اور حکومت کی جانب سے جناب حافظ ایس اے رحمن صاحب ایڈوکیٹ پیش ہوئے -

مقدمے کے واقعات مختصراً یہ ہیں کہ 11/7/79 کو عبدالستار نے تھانہ الف ڈویژن راولپنڈی میں ابتدائی رپورٹ درج کرائی کہ میں مکان 620- اے محلہ موہن پورہ میں کرایہ پر معہ اہل وعیال رہائش پزیر ہوں میں نے اپنی لڑکی خدیجہ بی بی کا نکاح عرصہ قریب تین ماہ ہوئے شرافت علی ، سکنہ مالا/کنڈ کے ساتھ کیا تھا۔شادی و رخصتی ماہ رمضان کے بعد کرنی تھی - میرے مکان کے بالمقابل مسمیان محمد اشرف اور نعیم احمد رہتے تھے - کل میں اپنی دکان پر اور میرا لڑکا ریڑھی لے کر باہر چلا گیا۔گھر پر قسمت بی بی زوجہ ام اور خدیجہ بی بی دختر تھی - میں تین بجے گھر واپس آیا اور زوجہ ام سے پوچھا کہ خدیجہ بی بی کہاں ہے - اس نے بتلایا کہ محلہ میں شادی پر گئی ہوگی - شام تک انتظار کرتے رہے - تلاش کرتے رہے - پتہ نہ چلا - آج شام حبیب الرحمن ، محمد یونس ، ملک محمد صادق ساکنان موہن پورہ نے بتایا کہ ہم نے خدیجہ بی بی کو محمد اشرف ، نعیم احمد متذکرہ بالا کے ساتھ کل دو بجے دن فوارہ چوک کی طرف جاتے دیکھا - محمد اشرف ، نعیم احمد نے خدیجہ بی بی کے ساتھ تعلقات ناجائز قائم کرلیے تھے - کل موقع پاکر دونوں نے زنا بالجبر اور نکاح کی خاطر ورغلا پھسلا کر اسے اغوا کرلیا ہے -

پیر محمد اے ایس آئی نے یہ رپورٹ درج کی۔موقع کا معاینہ کیا - نقشہ ایگر بٹ/ P.E. تیار کیا -15/7/79 کو نکاحنامہ ایگر بٹ پی سی قبضے میں لیا اور 16/9/79 کو نعیم احمد ملزم کو گرفتار کیا - بعد میں شاہ سوار اے ایس آئی نے تفتیش مکمل کی - ملزم محمد اشرف کو 2/1/80 کو گرفتار کیا اور چالان عدالت میں پیش کیا گیا - استغاثے کی ضروری شہادت درج ذیل ہے -

گواہ نمبر 1 رحیم بخش ولد عبدالستار نے بیان کیا کہ میں نے 15/7/79

کو نکاحنامہ مارک اے پولیس کے سامنے پیش کیا - یہ نکاحنامہ گھر میں میری والدہ کے پاس تھا - نکاح خدیجہ بی بی ہمارے گھرمیں شام 7/8 بجے ہوا - ہمارے گھر برات نہ آئی تھی - 15/16 مردوں اور 3/4 عورتوں نے نکاح میں حصہ لیا تھا - دولہا کا والد بھی موجود تھا - دولہا نے سہرا نہیں پہنا تھا کیونکہ اس موقع پر نہیں پہنا جاتا -

گواہ استغاثہ نمبر 2 عبدالروف ساکن موہن پورہ نے بیان کیا کہ میں خدیجہ بی بی کو جانتا ہوں - میں اس کے نکاح میں شریک تھا - نکاح 5/5/79 کو ہوا - میں خدیجہ بی بی کا وکیل تھا اور اس حثیت سے نکاحنامہ پر دستخط کیے تھے - میں نکاح نامہ ایگزبٹ پی سی پیش کرتا ہوں جو میرا دستخطی ہے - نکاح شرافت علی سے ہوا جو میری بیوی کے ماموں کا لڑکا ہے -

جرح میں بتایا کہ خدیجہ میری بھانجی ہے - نکاح مستغیث کے گھر ہوا - برات نے میرے گھر میں پشاور سے آکر قیام کیا پھر مستغیث کے گھر گئی نکاح مولانا عبدالمنان نے پڑھایا تھا - 30/40 مردوں اور 15/20 عورتوں نے نکاح میں حصہ لیا- میرے علاوہ تین چار گواہاں جو کہ نکاح میں شریک تھے میرے گھر میں رہتے ہیں -

گواہ استغاثہ نمبر 3 بشیراحمد نے بیان کیا کہ میں خدیجہ بی بی کو جانتا ہوں جس کا نکاح میری موجودگی میں شرافت علی سے 5/5/79 کو ہوا تھا - میں نے نکاحنامہ ایگزبٹ پی سی پر دستخط کیئے تھے - 7/5/79 کو نکاح رجسٹر ہوا -

جرح میں بتایا کہ عبدالروف میرا ہم زلف ہے برات کے وقت ڈھول وغیرہ بجا تھا اور دولہا نے سہرا اپنے چہرے پر لگا رکھا تھا - تقریباً 100/125 آدمیوں نے نکاح میں حصہ لیا - میں ایجاب و قبول کے وقت موجود تھا 8/9 آدمی کمرے میں موجود تھے جہاں نکاح پڑھایا گیا اور دوسرے باراتی کمرے سے باہر تھے - بارات پشاور سے ایک بس اور ایک کار میں آئی تھی - کار کو پھولوں سے سجایا گیا تھا -

عبدالستار گواہ استغاثہ نمبر 5 والد خدیجہ بی بی نے اپنے بیان میں ابتدائی رپورٹ کی تائید کی-وقوعہ کے وقت خدیجہ بی بی کی عمر 17 سال بتائی اس کے نکاح کا وقت تین ماہ قبل از ابتدائی رپورٹ کے بجائے 5/5/79 بتایا اور حبیب الرحمن اور ملک صادق کا نام لیا کہ انہوں نے بتایا کہ خدیجہ محمد اشرف اور نعیم احمد کے ساتھ دو

(28)

بجے راجہ بازار میں جارہی تھی۔ملزم میرے گھر کے سامنے رہتے تھے، اسلئے میری لڑکی سے ناجائز تعلقات پیدا کرلیے -

جرح میں گواہ نے بتایا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ ملزمان نے خدیجہ سے ناجائز تعلقات پیدا کرلیے تھے- میری لڑکی کا نکاحنامہ مولوی صاحب کے پاس اس وقت تک بھی تھا جب ابتدائی رپورٹ درج کرائی گئی - میرے لڑکے نے مولوی صاحب سے نکاحنامہ لیکر پولیس کے سامنے پیش کیا تھا۔مجھے علوم نہیں کہ میرا لڑکا یہ نکاحنامہ اس دن یا مولوی صاحب سے کسی دوسرے دن لے کرآیا تھا - میری لڑکی کی برآمدگی آذاد کشمیر سے ہوئی جبکہ میں اور میرا داماد موجود تھے- 15/9/79 کو میں نے پولیس کے حوالے مغویہ کو کیا - 16/9/79 کو 164 ضابط فوجداری کے تحت اس کا بیان قلمبند ہوا - میں نے پولیس کے سامنے کہا تھا کہ نکاح مغویہ رپورٹ درج کرنے سے قریب تین ماہ پہلے ہوا -

ملک محمد صادق گواہ استغاثہ نمبر 6 نے بیان کیا کہ عبدالستار مستغیث اور محمد اشرف و نعیم احمد ملزمان میرے کرایہ دار ہیں - میں مسماۃ خدیجہ بی بی کو جانتا ہوں - میں اس کے نکاح میں شامل تھا اور نکاحنامہ ایگزبٹ پی ایل پر میرے دستخط ہیں - مورخہ 10/7/79 کو میں نے دو بجے دن خدیجہ بی بی کو ملزمان کے ہمراہ راجہ بازار میں جاتے دیکھا تھا -

جرح میں بتایا کہ ملزمان اور مستغیث سے میرے تعلقات کرایہ دار کی حد تک ہیں - چونکہ مغویہ اور ملزمان تینوں آگے پیچھے تھے اسلئے مجھے مغویہ اور ملزمان کو ہمراہ دیکھکر شبہ نہ ہوا - ملزمان پانچ دس قدم مغویہ سے آگے تھے -

خدیجہ بی بی گواہ نمبر 9 کا بیان ہے کہ تقریباً دو سال پہلے دوپہر کو اپنی سہیلی کے گھر شادی میں شرکت کیلئے جارہی تھی - میں نے دو تین گلیاں عبور کی تھیں کہ میں نے نعیم اور محمد اشرف ملزمان کو دیکھا - دونوں نے دھمکی دی کہ ہمارے ساتھ چلو، ورنہ تمہیں مار دیں گے - دونوں چاقوؤں سے مسلح تھے میں ان کے ساتھ چل پڑی۔ہم سب فوارہ چوک سے ایک ٹیکسی پر سوار ہوئے اور مجھے اڈہ پیرودھائی لے گئے - ملزم نعیم واپس آگیا - ملزم اشرف بس میں سوار ہو کر مجھے دینہ لے گیا وہاں سے رکشہ میں ایک شخص خالد کے گھر گئے۔میں نے رات اشرف کے ساتھ بسم اللہ ہوٹل میں گزاری۔جب تک خالد کے گھر رہی ملزم مجھ سے بدکاری نہ

کرسکا کیونکہ میں لگاتار روتی رہی - بسم اللہ ہوٹل میں ہم تین دن تک ٹھہرے - بعد میں مجھے ملزم ایک گھر میں لے گیا جہاں پانچ دن تک رہی - ملزم وہاں بھی مجھ سے جنسی میل نہ کرسکا کیونکہ میں چیختی رہی - مزید چھ دن میرپور ایک اور گھر میں رہی وہاں لوگ آتے جاتے رہے اسلئے ملزم برائی میں کامیاب نہ ہوسکا پھر ملزم نے ایک کمرہ کرایہ پر لیا جہاں ہم سات روز تک رہے- ملزم اشرف کے بھائی وہاں اسے ملنے آتے تھے جن کے نام افضل - اسلم تھے - ملزم میرے ساتھ زیادتی نہ کرسکا - میں اس کمرے میں بیمار ہوگئی تھی - پھر ملزم مجھے ایک جگہ دربار نامی لے گیاجہاں ہم چار روز تک رہے - پھر اٹھارہ رمضان کو سحری کے بعد کوٹلی لے گیا - کوٹلی سے ہم ایک بس میں نکیال کیلئے سوار ہوئے - ملزم مجھے ایک گھر میں لے گیا اور مجھے چھوڑ کر اپنے والدین کے گھر چلا گیا - دو تین دن بعد ملزم کی ماں آگئی اور مجھے اپنے گاؤں لے گئی - چھ روز بعد ملزم اشرف اپنے والدین کے گھر آگیا - ہم اس گھر میں اکیس روز تک رہے - ان اکیس دنوں میں ملزم میرے ساتھ میری مرضی کے بغیر دو تین دن کے وقفے سے بدفعلی کرتا رہا - پھر میرے والد اور بہنوئی کے ہمراہ پولیس نے چھاپہ مار کر مجھے برآمد کرلیا - اس وقت میرا نکاح اپنے منگیتر سے ہوچکا تھا ، صرف رخصتی ہونا باقی تھی - پھر مجھے راولپنڈی لے آئے - میرا بیان زیر دفعہ نمبر 164 ضابطہ فوجداری مجسٹریٹ نے راولپنڈی میں قلمبند کیا - میں پولیس کے ساتھ نشاندہی کیلئے ان جگہوں پر نہیں گئی تھی جہاں ملزم مجھے لیکر ٹھہرتا رہا ، کیونکہ مجھے ان جگہوں کا پتہ نہ تھا -

جرح میں بتایا کہ میں وہ جگہ نہیں بتاسکتی جہاں ملزم مجھے ملے تھے- ملزمان مجھ سے تقریباً ایک دو قدم کے فاصلے پر تھے جب ہم فوارہ چوک کی جانب گئے- بہت سے لوگ وہاں موجود تھے- ٹیکسی سے اتر کر جس بس میں ہم سوار ہوئے وہ مسافروں سے بھری ہوئی تھی - میں شور نہ مچاسکی - میں نے ہوٹل میں بھی کوئی شور نہ مچایا- میں جہاں چار دن دربار میں رہی ایک جگہ عورتوں کیلئے خاص تھی جبکہ اشرف مردوں والی طرف رہتا رہا - میں نے عورتوں کو نہ بتایا کہ مجھے ملزم میری مرضی کے خلاف لایا ہے - نکیال گاؤں میں اکیس روز کے دوران ملزم کی والدہ کے سوا کوئی مجھ سے ملنے نہ آیا - میں پیدل ملزم کے گھر پہنچی - میرا زبردستی نکاح ملزم سے کرادیا گیا ، جبکہ میں نکیال میں تھی - دو ڈاڑھی والے آدمی آئے جن سے میں نے کہا کہ میں شادی شدہ ہوں - میں نے بیان دفعہ نمبر 164 میں یہ نہیں بتایا تھا - ملزم نے وقوعہ کے بعد میرے

ساتھ فوٹو راولپنڈی میں میری مرضی کے خلاف کھچوائی تھی - میرے نکاح کے وقت کوئی برات نہ آئی تھی -

اے ایس آئی پیر محمد گواہ استغاثہ نمبر 10 کا بیان ہے کہ میں نے ابتدائی رپورٹ ایگزبٹ پی ڈی قلمبند کی - نقشہ موقعہ تیار کیا - 15/7/79 کو گواہ محمد بخش نے نکاحنامہ ایگزبٹ پی ایل پیش کیا - 16/7/79 کو ملزم نعیم کو گرفتار کیا - 16/9/79 کو مدعی عبدالستار نے میرے سامنے مغویہ کو پیس کیا - زیر دفعہ نمبر 164 اس کا بیان 18/9/79 کو قلمبند ہوا پھر میرا تبادلہ ہوگیا -

گواہ استغاثہ نمبر 11 شاہ سوار اے ایس آئی نے بیان کیا کہ 12/1/80 کو اسے معلوم ہوا کہ ملزم اشرف زیر دفعہ نمبر 54 ت پ جیل میں ہے - میں اسے حراست میں سنٹرل جیل پشاور سے راولپنڈی لایا اس کا ڈاکٹری ملاحظہ کرایا اور تفتیش کی تکمیل کے بعد اس کا چالان پیش کیا - میں نے 15/1/80 کو عبدالستار اور خدیجہ بی بی کے بیانات قلمبند کیئے - انہیں ان جگہوں کی نشان دہی کیلئے کہا جہاں ملزمان مغویہ کو لے کر گئے مگر انہوں نے نشان دہی کرانے سے معذوری کا اظہار کیا اور اس مقصد کیلئے جانے سے انکار کر دیا -

جرح میں بتایا کہ 15/1/80 سے پہلے لڑکی اپنی شادی کی وجہ سے نہ مل سکی - 15/1/80 کو مغویہ اور مستغیث میرے پاس تھانے میں پیش ہوئے میں نے اس سے پہلے بھی مستغیث کو مغویہ پیش کرنے کیلئے کہا تھا -

ملزم نعیم احمد نے ارتکاب جرم سے انکار کیا / کہ مالک مکان سے میرا کرایہ بڑھانے کا تنازعہ تھا ، اس کے کہنے پر مجھے جھوٹے مقدمے میں ملوث کیا گیا -

ملزم محمد اشرف نے بھی جرم سے انکار کیا - البتہ تسلیم کیا کہ میں خدیجہ بی بی کو راولپنڈی سے میرپور لے گیا - جہاں خالد کے گھر چار پانچ روز رہا اور خدیجہ بی بی نے مجسٹریٹ کے سامنے بیان دیا - پھر میں نے نکیال میں خدیجہ بی بی سے شادی کرلی جہاں میری بہن رہتی ہے پھر میں خدیجہ کے ساتھ اپنے گاؤں سوا ماہ اور اپنے نانا کے گھر پندرہ دن رہا - میرے گھر سے جانے کے بعد پولیس نے چھاپہ مارا اور خدیجہ کو لے گئے - مجھ پر یہ مقدمہ مستغیث کی غلط فہمی کا نتیجہ ہے -

(31)

گواہ صفائی نمبر 1 قدرت اللہ خان نے بیان کیا کہ میں 22/7/79 کو خدیجہ بی بی و محمد اشرف کے مابین نکاح میں گواہ تھا ۔ نکاح خواں حاجی رسول شاہ تھا لڑکی کے گواہ اسلم اور یعقوب تھے ۔ ملزم کی ہمشیرہ کے گھر نکاح ہوا تھا ۔

گواہ صفائی نمبر 2 محمد اعظم نے بیان کیا کہ میں خدیجہ اور محمد اشرف کے نکاح مورخہ 22/7/79 میں شامل تھا ۔ حاجی رسول شاہ نے نکاح پڑھایا تھا ۔

گواہ صفائی نمبر 3 محمد اسحاق والد ملزم نعیم نے بیان کیا کہ نعیم 10/7/79 کو اپنے گاؤں میں تھا ۔ میں نے 11/7/79 کو دس بجے دن اسے اپنے گاؤں سے راولپنڈی روانہ کیا ۔ جب میں راولپنڈی آیا تو معلوم ہوا کہ پولیس نعیم کو لے گئی ہے ۔ میں نے پولیس سے رابطہ قائم کیا ۔ مگر انہوں نے بات نہ سنی ۔

گواہ صفائی نمبر 5 رسول شاہ نے بیان کیا کہ اس نے 22/7/79 کو خدیجہ بی بی اور محمد اشرف کا نکاح پڑھایا تھا ۔ خدیجہ بی بی نے بتایا تھا کہ اس کی منگنی محمد اشرف سے پانچ چھ سال سے ہوچکی ہے ۔ وہ راولپنڈی سے آئی ہے ۔

گواہ صفائی نمبر 6 دستگیر علی فوٹوگرافر، صدر راولپنڈی نے بیان کیا کہ اس کی فوٹوگرافی کی دکان صدر راولپنڈی میں ہے ۔ اس نے ایگزیبٹ (فوٹو کا مثبت و منفی پروف) D.F. D.E پیش کیا اور بتایا کہ اس نے اشرف اور خدیجہ کا یکجا فوٹو 2/7/79 کو کھینچا تھا ۔

دو طرفہ شہادت نقل کرنے کے بعد اب ہم دیکھتے ہیں کہ استغاثے کی شہادت ملزمین کا جرم ثابت کرنے میں کسی حد تک قابل اعتماد ہے ۔ مستغیث عبدالستار جو خدیجہ بی بی کا والد ہے وہ مبینہ وقوعہ اغوا کا عینی شاہد نہیں ہے ۔ خدیجہ کی والدہ نے عبدالستار سے صرف اتنی بات بیان کی ہے کہ خدیجہ محلہ میں شادی میں شرکت کیلئے گئی ہے جہاں سے واپس نہیں آئی ۔ خدیجہ کی والدہ قسمت بی بی بطور گواہ پیش نہیں ہوئی ۔ خدیجہ بی بی کا بیان ہے کہ میں دوپہر کے وقت اپنی سہیلی کی شادی میں شامل ہونے جارہی تھی ۔ اس سہیلی کا نام شہادت کے دوران میں سامنے نہیں آسکا ۔ بہرحال اس کہانی کا اگر یہ آغاز تسلیم کرلیا جائے تو اس سے خدیجہ کا تنہا اپنی مرضی سے کم از کم گھر سے نکلنا ثابت ہوتا ہے ۔ اس کے بعد عبدالستار کا

32

کہنا یہ ہے کہ مجھے میری بیوی نے بتایا کہ اسے حبیب الرحمن ، محمد یونس
محمد صادق نے بتایا کہ انہوں نے خدیجہ کو محمد اشرف و نعیم احمد ملزمان
کے ساتھ دو بجے دن فوارہ چوک کی طرف جاتے دیکھا۔ لیکن خدیجہ بی بی نے اپنے
بیان میں کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ جب وہ ملزمان کے ساتھ دو تین گلیاں عبور
کرنے کے بعد چل پڑی جو چاقوؤں سے مسلح تھے تو فوارہ چوک جاتے وقت حبیب الرحمن
وغیرہ یا کسی دوسرے فرد بشر نے خدیجہ بی بی کو ملزمان کے نرغے میں دیکھا یا
خدیجہ نے کسی کو دیکھا - حبیب الرحمن محمد یونس اور محمد صادق میں سے صرف
محمد صادق نے یہ گواہی دی ہے کہ میں نے 10/7/79 کو دو بجے دن خدیجہ
بی بی کو ملزمان کے ہمراہ راجہ بازار میں جاتے دیکھا تھا - ان سب سے میرے کرایہ
داری کی حد تک تعلقات ہیں اور چونکہ ملزمان چند قدم آگے اور خدیجہ پیچھے تھی
اسلئے مجھے کسی طرح کا شبہ لاحق نہیں ہوا -

اس سے زائد جو کچھ استغاثے کی شہادت ہے اس کا اصل انحصار خدیجہ
کی ایک لمبی چوڑی طویل و عریض داستان پر ہے جواز اول تا آخر بالکل من گھڑت
اور بے سروپا نظر آتی ہے - فرض کیا ایک گلی میں چاقو دکھا کر ملزمان نے خدیجہ کو
آ لیا تو کیا وہ گلی بالکل سنسان ویران تھی ، کیا فوارہ چوک ، راجہ بازار پیرودھائی میں
دوپہر سپہر کو بالکل سناٹا ہوتا ہے - اڈہ پیرودھائی سے اگر نعیم واپس ہوجاتا ہے تو
ملزم اشرف اکیلا رہ جاتا ہے جو خدیجہ کے بقول اسے دینہ پھر خالد کے گھر پھر
بسم اللہ ہوٹل پھر ایک اور گھر ، پھر میرپور ، پھر ایک کرائے کے کمرے میں پھر ایک
دربار میں چار روز تک اس طرح رکھتا ہے کہ ملزم الگ مردانہ حصے میں رہتا ہے اور
خدیجہ الگ زنانے حصے میں رہتی ہے - لیکن وہاں بھی وہ مہر بلب رہتی ہے اور کسی
کو اپنا دکھڑا نہیں سناتی - پھر ملزم اسے کوٹلی پھر کوٹلی سے نکیال ایک گھر میں
چھوڑ کر اپنے والدین کے ہاں چلا گیا پھر ملزم کی ماں آ گئی اور خدیجہ کو بقول اس
کے ملزم کے والدین کے گھر لیجایا گیا جہاں ملزم اکیس روز تک خدیجہ سے زنا بالجبر
کرتا رہا پھر ملزم سے زبردستی نکاح بھی کرادیا گیا - پھر خدیجہ کے والد اور بہنوئی
نے آکر خدیجہ کو محمد اشرف کے گھر سے برآمد کرایا - اس دوران میں خدیجہ نے کسی
مرد و زن کو آگاہ نہیں کیا کہ مجھے چاقو دکھا کر اشرف بھگا لایا ہے اور اسی چاقو کے
زور یا جادو سے مجھے جگہ جگہ لیے پھر رہا ہے --

اس پوری کہانی میں اگر کچھ حقیقت / صداقت کا شائبہ ہے تو وہ صرف اس حد تک

ہے کہ خدیجہ محمد اشرف کے ساتھ راولپنڈی سے گئی ہے لیکن اپنی مرضی اور ارادے سے گئی ہے خدیجہ کے والد کا بھی یہ بیان ہے کہ دونوں میں روابط و تعلقات واقعہ فرار سے پہلے موجود تھے۔ گواہ صفائی نمبر 6 دستگیر علی فوٹو گرافر، صدر راولپنڈی کی بھی شہادت ہے کہ اس نے خدیجہ اور اشرف کا یکجا فوٹو 2/7/79 کو کھینچا تھا جس کے دونوں پروف ایگزبٹ ڈی ای اور ایگزبٹ ڈی ایف اس نے ماتحت عدالت میں پیش کیئے ہیں ۔ملزم محمد اشرف کے اپنے بیان زیر دفعہ نمبر 342 سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس نے کہا ہے کہ میں خدیجہ کو راولنڈی سے میرپور لے گیا۔ وہاں چار پانچ روز خالد کے گھر رہا۔ پھر نکیال اپنی بہن کے ہاں خدیجہ کو چھوڑ کر اپنے گاؤں گیا کچھ لوگوں کو ہمراہ لایا اور خدیجہ سے نکاح کیا۔ اس پورے عرصے میں خدیجہ کی طرف سے کسی ادنٰی مزاحمت و احتجاج کا ثبوت کہیں سے نہیں ملتا، حتی کہ محمد اشرف کے گھر سے جس برآمدگی بذریعہ پولیس کا وہ ذکر کرتی ہے اس کا بھی کوئی مزید آزاد تائیدی ثبوت نہیں ملتا، جس سے معلوم ہو کہ وہ اس گھر میں زبردستی مقید تھی۔ اے ایس آئی پیر محمد کا بیان یہ ہے کہ 16/9/79 کو عبدالستار نے خدیجہ کو میرے سامنے راولپنڈی میں پیش کیا۔ اسلئے ہم فاضل سیشن جج کے اس فیصلے سے متفق ہیں کہ دفعہ نمبر 11 یا دفعہ نمبر 16 جرم زنا (نفاذ حدود آرڈیننس) 979اء کے تحت ملزم کو سزا نہیں دی جاسکتی کیونکہ خدیجہ بالغہ ہے اور وہ اپنی مرضی سے محمد اشرف کے ساتھ گئی اور رہی ہے۔ چنانچہ ہم دفعہ نمبر 11 اور دفعہ نمبر 16 آرڈیننس مذکور کے تحت ملزم کو مواخذے سے بری قرار دیتے ہیں کیونکہ خدیجہ بی بی کے خلاف ملزم کی جانب سے کسی تحریض و ترغیب یا جبر و تہیب کا ثبوت نہیں ملتا۔

لیکن اس کے باوجود مسئلہ حل طلب باقی رہ جاتا ہے کہ خدیجہ بی بی اور اس کے رشتہ دار خدیجہ بی بی اور شرافت علی کے درمیان راولپنڈی میں منعقدہ ایک نکاح مورخہ 5/5/79 کا دعوی کرتے ہیں اور اس حق میں کچھ زبانی و دستاویزی ثبوت پیش کرتے ہیں اور اس کے بالمقابل ملزم محمد اشرف بھی خدیجہ سے اپنے ایک نکاح مورخہ 22/7/79 موضع ڈڈوٹ ضلع کوٹلی کا دعوی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہ تھا نہ خدیجہ نے بتایا کہ میرا پہلے نکاح ہوچکا ہے۔ محمد اشرف بھی اپنے حق میں کچھ زبانی و دستاویزی ثبوت پیش کرتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلے نکاح کا دعوی اگر صحیح ہے تو یہ بات قرین قیاس اور اغلب ہے یا نہیں کہ خدیجہ نے اپنے پہلے نکاح کو محمد اشرف سے مخفی رکھا ہو، محمد اشرف کو کسی دوسرے ذریعے سے بھی اس کا علم

(37)

نہ ہوا ہو اور خدیجہ کے اس سے تعلقات ایسے رہے ہوں کہ اس نے اشرف کو ناواقف رکھتے ہوئے اسے ساتھ لے جانے پر آمادہ کرلیا ہو۔

فاضل سیشن جج نے بعض دلائل ووجوہ کی بنا پر نکاح اوّل مابین خدیجہ و شرافت علی کو غیر ثابت اور دوسرے نکاح مابین خدیجہ و محمد اشرف کو ثابت و جائز قرار دیا ہے اور اسی بنا پر انہوں نے محمد اشرف کو آرڈیننس مذکور کی دفعہ نمبر 10 سے بھی بری رکھا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اپیل زیر بحث میں ہمارے لیے ان مزعومہ نکاحوں کے بارے میں کوئی آخری و قطعی رائے ظاہر کرنا ضروری نہیں۔ ہم سردست اس امر کی نشان دہی پر اکتفا کرتے ہیں کہ استغاثہ کا موقف پہلے نکاح کے معاملے میں یہ ہے کہ اس میں رخصتی عمل میں نہیں آئی تھی اور خدیجہ وقوعہ کے وقت تک والدین ہی کے ہاں مقیم تھی۔ دلہن جب خاوند کے گھر پہنچ جاتی ہے تو اس کے نکاح میں کوئی اخفا واشتباہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن رخصتی سے پہلے اگر نکاح کی کوئی تقریب لڑکی والوں کے ہاں ہو تو اسے اہل محلہ بھی منگنی پر محمول کرسکتے ہیں۔ اسلئے اگر خدیجہ کا نکاح رخصتی کے بغیر ہوا بھی ہو تو یہ ضروری نہیں کہ ملزم محمد اشرف کو اس کا علم ہو۔ اگر یہ نکاح ہوا ہے تو خدیجہ کو اس کا علم ضرور ہوگا لیکن اپنے والد کے بقول اس نکاح سے قبل اگرچہ وہ ملزم سے تعلقات رکھتی تھی اور ہمارے نزدیک اپنی مرضی سے باہمی قرارداد کے مطابق اس کے ساتھ فرار ہوئی ہے تب بھی اس بات کا امکان موجود ہے کہ پہلا نکاح اگر ہوا ہے تو ملزم کو اس سے بے خبر رکھا گیا ہو۔ خدیجہ نے اگرچہ عدالت ماتحت میں کہا ہے کہ آذاد کشمیر ضلع کوٹلی کے نکاح خواں کو میں نے بتادیا تھا کہ میرا پہلا نکاح موجود ہے، لیکن یہ لڑکی راستباز اور قابل اعتماد سیرت کی حامل نہیں ہے۔ یہ مختلف مواقع پر مختلف بلکہ متضاد بیان دیتی رہی ہے مثال کے طور پر مجسٹریٹ درجہ اول میرپور کی عدالت میں اس کے ایک بیان 12/7/79 کی نقل ایگزبٹ ڈی ای ~~شامل نہیں~~ شامل مسل ہے جس میں وہ کہتی ہے کہ " مظہرہ کی پہلی منگنی محمد اشرف حاضر عدالت سے ہوئی تھی۔ اب مظہرہ اسی محمد اشرف کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہے مظہرہ کے والدین مظہرہ کی شادی مسمی شرافت علی کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں جو آوارہ شرابی ہے جس پر مظہرہ رضامند نہیں۔ مظہرہ خود بخود محمد اشرف کے پاس آگئی ہے" ... وغیرہ وغیرہ۔

اس میں شک نہیں کہ ملزم محمد اشرف تسلیم کرتا ہے کہ 22/7/79 کے بعد اس نے خدیجہ سے جنسی تعلق قائم کیا ہے۔ لیکن اس کا جواز وہ خدیجہ سے نکاح کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ ہم جیسا کہ بیان کرچکے ہیں استغاثہ جس پہلے نکاح کا دعوی

کرتا ہے وقوعہ کے وقت تک اس میں رخصتی عمل میں نہیں آئی تھی ، اسلئے بالفرض اگر اس نکاح کا انعقاد تسلیم کرلیا جائے تب بھی ملزم اشرف کے علم میں اس کا آجانا لازم نہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ عبدالستار والد خدیجہ نے بھی ابتدائی رپورٹ اور بیان زیر دفعہ نمبر 342 میں کہا ہے کہ خدیجہ کو نکاح کی خاطر اغوا کیا گیا ہے۔ پہلا نکاح اگر تھا اور وہ اشرف کے علم میں آجاتا ، خدیجہ خود اشرف کو یا اس کے بھائی بہن یا والدین کو بتادیتی کہ میرا پہلا رجسٹرڈ نکاح موجود ہے ، تو یہ سب کے سب دوسرے نکاح میں مشکل ہی سے حصہ دار بنتے۔ صرف دوسرے نکاح خواں کے بارے میں خدیجہ کہتی ہے کہ میں نے اسے بتادیا تھا کہ میں شادی شدہ ہوں۔ مگر نکاح خواں رسول شاہ نے اپنے بیان میں اس کی تردید کی ہے ہماری پختہ رائے کے مطابق خدیجہ بی بی کسی جبری اغوا کا شکار نہیں ہوئی بلکہ اپنے سوچے سمجھے فیصلے کے ساتھ ملزم کی شریکِ کار اور رفیق سفر رہی ہے ، اسلئے خدیجہ کا کوئی قول یا بیان جب تک اسے ملزم تسلیم نہ کرے یا کسی دوسرے ذریعے سے اس کی تائید و تصدیق نہ ہو، اسے ملزم کے خلاف ثبوت جرم کیلئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ اندریں حالات اس شبہ کی گنجائش بہرحال موجود ہے کہ محمد اشرف جس نکاح کا دعویدار ہے اور جس سے پہلے وہ خدیجہ سے مقاربت کا انکار کرتا ہے ، ہوسکتا ہے کہ اس سے پہلے کا کوئی نکاح ہو بھی ، تو محمد اشرف کو اس کا علم نہ ہو۔ ایسی صورت میں محمد اشرف ہمارے نزدیک زنا کی تعزیر کا مستحق نہیں بن سکتا خواہ اس کا نکاح خدیجہ سے جائز قرار پائے یا نہ پائے۔ لہذا ہم شک کا فائدہ ملزم کو دیتے ہوئے اور فاضل سیشن جج کے فیصلے کو بحال رکھتے ہوئے اس کے خلاف اپیل خارج کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اپیل کا فیصلہ کرنے کیلئے پہلے یا دوسرے نکاح پر مزید اظہار رائے غیر ضروری ہے اسلئے ہم نکاحوں کے معاملے میں کوئی عدالتی فیصلہ صادر نہیں کرتے ۔ لیکن آخر میں ہم ایک امر کی نشاندہی ضرور کرتے ہیں کہ جو کنواری لڑکیاں یا شادی شدہ خواتین اپنی مرضی سے تنہا یا غیر ذمہ دار افراد کے ہمراہ نفسانیت کی بنا پر گھر سے فرار ہوتی ہیں اور بعض اوقات فرار سے پہلے وہ خود ہی غیر مردوں کیلئے ترغیب و اغوا کا باعث بنتی ہیں، افسوس ہے کہ ایسی عورتیں ابھی تک تعزیرات پاکستان یا نفاذ حدود آرڈیننس 1979ء کی کسی شق کے تحت قابل مواخذہ نہیں۔ یہ قانونی خلا جتنا جلد پُر ہو اتنا ہی بہتر ہے۔

اسلام آباد

10/ مارچ 1982ء

محمد علی

رکن سوئم

Zahooralhaq

رکن اوّل

M. Siddiq

رکن دوم

محمد کرم

رکن چہارم

ایم ایس زبیری۔

قابل اشاعت
محمد علی